ولایت فقیہ قرآن اور حدیث کی نظر میں

پروفیسر سید فرمان حسین
شعبہ شیعہ دینیات اے ایم یو، علی گڑھ

لفظ ولایت کا مادہ ولی (ول ی) ہے اسی مادہ سے ولا، وِلایت، وَلایت ولائت ، والی ، مولیٰ، مولوی، اولیٰ، متولی وغیرہ نکلے ہیں۔

یہ لفظ اپنے مشتقات کے ساتھ قرآن مجید میں ۲۳۶ مقامات پر وارد ہوا ہے ان الفاظ پر ایک نظر ڈال لینا کچھ نہ کچھ مفید ہی ہے۔

ولی= لغت کی مشہور کتاب 'صحاح' میں ولی کے مندرجہ ذیل معانی بتائے گئے ہیں (۱)قریب، (۲) کسی کی کفالت کرنے والا (۳) موسم بہار کی دوسری بارش (۴)کسی کام کی ذمہ داری سنبھالنے والا (۵) پڑوس، چنانچہ کہاجاتا ہے دارہ ولی داری (اسکا گھر میرے گھر کے پاس ہی ہے)(۶)کسی کام کا انتظام کرنے والا۔(۷) حافظ اور مددگار(۸)مطیع اور فرمانبردار، جیسے کہاجاتا ہے المومن ولی اللّٰہ (مومن اللہ کا فرماں بردار ہوتا ہے)

(۹)تخت وتاج کے وارث کو ولی العہد کہاجاتا ہے(۱۰)کسی یتیم کے سرپرست کو ولی الیتیم کہاجاتا ہے۔ ولی اور مولا کے معنیٰ اکثر ایک ہی ہوتے ہیں۔ اللہ، رسولؐ، حضرت علیؑ اور عام مومنوں کو بھی قرآن مجید میں ولی کہا گیا ہے۔ اس کی جمع اولیاء ہے۔محل استعمال پر نظر ڈالنے سے جومعنیٰ سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

محبت کرنے والا، دوست، مددگار، پڑوسی ، حلیف ،تابع، داماد وغیرہ ''لسان العرب'' میں اس کے ایک معنیٰ کسی عورت کے عقد نکاح میں سرپرستی کرنے والے کے ہیں۔[۱]

''اقرب الموارد'' میں اس کے ایک معنیٰ کسی امر کی ملکیت کے بھی بتائے گئے ہیں۔[۲]

ولا۔اس کے معنی نزدیکی کے ہیں خواہ یہ قرب جسمانی ہویا روحانی ، اس کے محل استعمال پر نظر ڈال لینے سے جومعنیٰ سمجھ میں آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

دوستی، حمیت، حمایت، سرپرستی، تسلط ، وراثت۔ بہر حال ان سب معانی میں نقطۂ اشتراک

قرب اور قرابت ہی ہیں۔ اس میراث کو بھی ولا کہتے ہیں جو آزاد کردہ غلام سے یا عقد موالات کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔

ولایت: اس کے معنی ہیں کسی چیز کا دوسری چیز کے برابر اس طرح موجود ہونا کہ ان میں کوئی فاصلہ نہ رہے۔

مفردات راغب اصفہانی کے مطابق ولایت کے معنی مدد کرنے کے ہیں ۔ ان شہروں اور علاقوں کو بھی ولایت کہا جاتا ہے جن پر ایک ہی حاکم کا قبضہ ہو۔ اسی لئے انگریزوں کے مقبوضہ مما لک اور علاقوں کو الگ الگ سرحدیں ہوتے ہوئے بھی ولایت کہتے تھے کیونکہ ان سب کا حاکم انگریز تھا۔ ولایت کے ہم معنی دوسرے الفاظ یہ ہیں ۔ امارت۔حکومت، سلطنت، وِلایت وَلایت، اور ولائت کے معنی رشتہ داری کے بھی ہیں۔ وِلایت ووَلایت کے معنی نصرت کے بھی ہیں لیکن اگر وِلایت زیر کے ساتھ ہوتو اس کو سلطنت کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

سیبویہ کے بقول وَلایت (زبر کے ساتھ ہوتو) مصدر ہے اور زیر کے ساتھ ہوتو اسم مصدر ہے ۔

هنالک الولایة الحق [۳] یہاں حق کی ہی ولایت ہے۔

ایک انگریزی کتاب ’’The Just Ruler‘‘ میں ولایت کے معنی یہ بتائے گئے ہیں۔

Authority to act as a guardian or authority to administer or supervise a delegated task (The Just Ruler p 174)

ترجمہ: سرپرستی، انتظام یا نگرانی کے لئے تفویض کئے ہوئے اختیارات

اسی کتاب میں تحریر ہے کہ فاضل مقداد نے کتاب ’’کنز العرفان‘‘ میں ولایت کی چار قسمیں تحریر کی ہیں۔

(۱) ولایۃ القرابۃ (۲) ولایۃ الحاکم (۳) ولایۃ الملک (۴) ولایۃ العصوبۃ

ا۔ولایۃ القرابہ کی بنیاد رشتہ ہے اور اس کا تعلق باپ یا دادا سے ہوتاہے۔ ان کے علاوہ یہ کسی اور رشتہ دار کے لئے نہیں ہے۔ نابالغ بچہ یا دیوانہ کے معاملات کا اختیار باپ یا دادا کو ہوتاہے۔ دیوانہ اگر بالغ بھی ہوجائے تب بھی یہ ولایت برقرار رہتی ہے البتہ بالغ باکرہ لڑکی کی ولایت کے سلسلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں اس کے لئے ہر حال میں ولی کی اجازت ضروری ہے یا نہیں۔ زیادہ تر علماء کا نظریہ ہے کہ ولی کی اجازت لازمی ہے اور یہ اجباری ہے

اس بارے میں متولی علیہ کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

۲۔ ولایت حاکم۔ جس شخص کا کوئی ولی نہ ہو اور اس میں اچھے برے کو سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو تو ایسے شخص کا ولی حاکم عادل ہوتا ہے۔

۳۔ ولایۃ الملک: یہ ولایت مالک کو اپنے مملوک جیسے غلام اور کنیز پر حاصل ہوتی ہے خواہ مملوک بالغ ہو یا نابالغ ۔دیوانہ اور مجنون ہو یا باشعور اور ہوش مند۔

۴۔ولایۃ العصوبہ، یہ ولایت صرف باپ کے رشتہ داروں کو حاصل ہوتی ہے ۔ماں کے رشتہ داروں یا دیگر افراد سے تعلق رکھنے والوں کو نہیں ہوتی ۔

ولایت کا یہ تصور اہل سنت میں ہے شیعوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔☆

والی: حاکم شہر کو والی کہتے ہیں اس کی جمع ولاّ ۃ ہے

مولیٰ: اس کے معنیٰ مندرجہ ذیل ہیں۔

مالک، سردار، غلام ، آزاد کرنے والا ، آزاد شدہ، انعام دینے والا، وہ شخص جسے انعام دیا جائے، محبت کرنے والا۔ ساتھی۔ حلیف پڑوسی ، مہمان، شریک ، بیٹا چچا، چچا کا بیٹا، بھانجہ داماد، رشتہ دار، تابع

مولیٰ کی جمع موالی ہے۔

مولوی: مولیٰ کی طرف منسوب شخص کو کہتے ہیں ۔المولویہ ایک قسم کی ٹوپی کو کہتے ہیں ۔

جسے فرقۂ مولویہ کے لوگ استعمال کرتے ہیں جس شخص میں سرداروں کی سی مشابہت ہوتی ہے اس کے لئے کہا جاتا ہے فیہ مولیہ اس میں مولویت پائی جاتی ہے۔

اولیٰ: اس کے معنی احق یعنی سب سے زیادہ حق دار اور اقرب یعنی سب سے زیادہ قریب کے ہیں۔قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبرَاھِیمَ لَلَّذِینَ اتَّبَعُوہُ وَھَذَا النَّبِیُّ وَالَّذِینَ آمَنُوا وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِینَ ۔[۴]

ابراہیم سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ تھے۔جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی ہیں اور وہ لوگ ہیں جو اس پر ایمان لائے ہیں اور مسلمانوں کا ولی تو اللہ ہے۔

متولّی: کسی چیز کے امور کو منظّم کرنے اور اس کا انتظام چلانے والے کو کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر ولی تین معانی میں استعمال ہوا ہے ۔

۱۔ سرپرست۔ جیسے (الف)انّما ولیّکم اللّٰہ ورسولہ والّذین آمنوا الّذین یقیمون الصّلوٰۃ ویوتون الزّکوٰۃ وھم راکعون۔۵؎

تمہارا ولی تو بس اللہ، اس کا رسولؐ اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

(ب) اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنْ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمْ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنْ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۔۶؎

اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا جو انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور کافروں کے رفیق شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے ہٹا کر اندھیروں میں لے جاتا ہے۔

(ج) واللّٰہ ولیّ المومنین۷؎

اللہ مومنوں کا ولی ہے۔

۲۔دوست

الف۔یاایّھا الّذین آمنوا لاتتّخذوا عدوّی وعدوّکم اولیاء۔

ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ ۸؎

(ب) والمؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض۔ ۹؎

(ج) قل یاایّھا الّذین ھادوا ان زعمتم انّکم اولیاء للّٰہ من دون النّاس فتمنّوا الموت ان کنتم صادقین۔ ۱۰؎

کہہ دیجئے کہ اے وہ لوگو! جنہوں نے یہودیت کو اپنالیا ہے۔ اگر تمہیں یہ دعویٰ ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو، سب لوگوں کے سوائے، تم لوگ موت کی تمنا کرو اگر سچے ہو۔

(د)الاانّ اولیآء اللّٰہ ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون ۱۱؎

اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہوتا ہے اور نہ رنج ہوتا ہے۔

۳۔وارث:

الف: ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیّہ سلطاناً ۔۱۲؎

(ب) فھب لی من لدنک ولیّا یرثنی ویرث من آل یعقوب... ۱۳؎

مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا بھی وارث ہو۔

فقیہ : فقہ جاننے والے کو کہتے ہیں اور فقہ کے لغوی معنیٰ فہم کے ہیں جبکہ اس کے اصطلاحی معنیٰ یہ ہیں۔

الفقه هو العلم بالاحكام الشريعة الفرعية عن ادلّتها التّفصيلية۔

شریعت کے فروعی احکام کو تفصیلی دلیلوں کے ساتھ جاننا (دلیلیں چار ہیں ،قرآن ،حدیث، اجماع اور عقل)۱۴؎

اہمیت لفظ فقہ اپنے متعدد مشتقات کے ساتھ قرآن مجید میں بیس مقامات پر وارد ہوا ہے۔ ایک جگہ ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو فکر وتدبر سے کام نہیں لیتے۔

لهم قلوب لّايفقهون بها

ان کے پاس (سوچنے سمجھنے کی قوت) ہے مگر وہ ان سے کام نہیں لیتے۔ ایک جگہ آیات الٰہی کو غور وفکر کرنے والوں کے لیے بھی مخصوص قرار دیا گیا ہے۔

قدفصّلنا الآيات لقوم يفقهون

ہم نے اپنی نشانیوں کو غور وفکر کرنے والوں کے لئے واضح کردیا ہے۔ ۱۵؎

ایک جگہ کہا گیا ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِى الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ۔

سب ایمان والوں کے لئے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ سب کے سب کوچ کریں، ہر فرقہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہیں نکلتے تاکہ دین کو سمجھیں اور جب لوٹ کر آئیں تو اپنی قوم کو سمجھائیں تاکہ وہ بری باتوں سے بچیں۔

فقہ کی اہمیت حدیث میں : آنحضرت کا ارشاد ہے۔

فقيه واحد اشد على الشّيطان من الف عابد كتاب الفقيه و التّفقّه۱۶؎

شیطان کے نزدیک ایک ہزار عبادت گزاروں کے مقابلے میں ایک فقیہ زیادہ بھاری ہے۔

امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے۔

تفقّهوا فى الدّين فانّه من لم يتفقّه فى الدّين فهو اعرابى ۱۷؎

دین مبین میں غور وفکر کرو، جو شخص تم میں سے دین میں تدبّر نہیں کرتا وہ بدّو ہے۔

آپ ہی کا یہ بھی ارشاد ہے لودّدت انّ صحابی ضربت رؤوسھم باسباط حتی یتفقّھوا۔ ۱۸؎ یعنی مجھے یہ پسند ہوگا کہ میرے ساتھیوں پر کوڑے مارے جائیں، یہاں تک کہ وہ دین میں غور وفکر کرنے لگیں۔

تفقہ کس لئے: قرآن مجید میں خالق کائنات کا ارشاد ہے۔

افحسبتم انّما خلقناکم عبثاً وّانّکم الینا لاترجعون ۱۹؎

کیاتم یہ سوچتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کردیا ہے اور کیاتم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔

ایک اور جگہ یوں ارشاد ہے۔

انّا خلقناالانسان من نطفۃٍ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سَمیعاً بصیراً ۲۰؎

ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے پیدا کیا ہم اسے آزمائیں گے۔ ہم نے اسے سننے اور دیکھنے کی قوت عطا کی ہے۔ ۲۱؎

مذکورہ آیات کا واضح اشارہ ہے کہ کائنات کی تخلیق بے شعور فطرت کے کسی دھماکے کے نتیجہ میں شکست وریخت کا عمل نہیں ہے بلکہ کسی باشعور ذات نے انتہائی حکمت عملی اور مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ نہ صرف اسے پیدا کیا ہے بلکہ انتہائی حسین سلیقہ کے ساتھ اسے متعدد صلاحیتوں سے سنوارا بھی ہے ۔موجودات کو باہمی ارتباط کے مضبوط بندھنوں سے باندھا ہے اور یہ متفقہ اور طے شدہ امر ہے کہ اس وسیع کائنات میں کوئی بھی وجود بے کار اور بے معنی نہیں ہے تو صلاحیت وتوانائی کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھنے والا انسان بیکار کیوں پیدا کیا گیا ہوگا۔

اسے تو رب العالمین نے شرف اور کرامت سے نوازا ہے اور حسن تخلیق کا شاہکار قرار دیا ہے۔زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور اس کے لئے کہا ہے۔

”وَلَقَد کَرَّمنَا بَنِی آدَمَ وَحَمَلنَاھُم فِی البَرِّ وَالبَحرِ وَرَزَقنَاھُم مِن الطَّیِّبَاتِ وَفَضَّلنَاھُم عَلَی کَثِیرٍ مِمَّن خَلَقنَا تَفضِیلًا“ ۲۲؎

ہم نے اولاد آدم کو مکرم بنایا اور اسے خشکی وتری میں چلنے کی صلاحیت عطا کی اور اسے پاکیزہ رزق عطا کیا اور اپنی اکثر مخلوق پر اسے فضیلت دی ہے۔

دوسری جگہ ہے۔

انّا خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۲۳ۓ

ہم نے انسان کو بہترین مخلوق قرار دیا۔

علماء اخلاق کی توجیہات ، فلاسفۂ عالم کی موشگافیاں یا اہل مذہب کے عقائد سبھی کا متفقہ رجحان ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ انسانی حیات کا عنوان اس کے شعور ، ادراک اور حرکات کا انضباط ہے۔ اسے مفید، حیات بخش اور پر امن وامان اعمال کو بجالانا ہے اور تخریبی حرکات سے اجتناب کرنا ہے۔ اسے وجود، قوت نمو، حرکت اور شعور وجذبات سے اس لیے مرصع اور مزین کیا گیا ہے کہ یہ مشت خاک مگر خلاصۂ کائنات وجود اپنے مقصد تخلیق کو پورا کرے اور جب اپنے خالق کی بارگاہ میں پلٹ کر جائے تو اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کے استعمال کا حساب دے کر اپنے پالن ہار کی سرکار میں سرخرو ٹھہرے۔ وہ وقت دور نہیں کہ جب ہمارے اعضاء وجوارح گواہی دیں گے۔ الیوم نختم علی افواھھم و تکلّمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون ۔ ۲۴ۓ

یعنی آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے اور ان کے ہاتھ سے بات کریں گے اور ان کے پیران کے کاموں کی گواہی دیں گے۔

چونکہ انسان کو اپنے حرکات وسکنات کا پائی پائی حساب دینا ہے اس لیے اس کے لیے یہ جاننا انتہائی لازمی ہے کہ اس کے وظائف وفرائض کیا کیا ہیں اور انہیں کس طرح انجام دینا ہے۔ اسی کو سمجھنے اور پرکھنے کا نام فقہ ہے جس کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا ہے۔ کس کام کا کرنا لازم ہے کس میں نہ کرنے کی گنجائش اور کس کام میں کرنے یا نہ کرنے کی چھوٹ ہے۔

چونکہ انسان کے افعال کا تعلق کبھی اسکی ذات سے ہوتا ہے تو کبھی خاندان سے ،کبھی ہمسایوں سے تو کبھی ملت کے افراد سے، کبھی اہالیان وطن سے تو کبھی دیگر مذاہب کے عقیدت مندوں سے۔ اس لیے فقہ اسلامی انسان کے تمام اعمال کے جہات وابعاد پر گہری نگاہ رکھتی ہے اور رہنمائی بھی کرتی ہے۔ فقہ اسلامی ان قواعد، حقوق اور اصول کا مجموعہ ہے جو منصفانہ بنیادوں پر معاملات کا تعین کرتی ہے اور عدالت شعار معاشرہ کی تشکیل اور اس کے قیام وبقاء کے اہتمام پر اس طرح روشنی ڈالتی ہے۔

(الف) لقد ارسلنا رسلنا بالبیّنات وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم النّاس بالقسط۔ ۲۵ۓ

ہم نے اپنے رسولوں کو واضح ہدایات کے ساتھ بھیجا اور اس کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ عدل وانصاف کے ساتھ قائم رہیں۔

(ب) سب لوگ برابر ہیں۔

یا ایّھاالنّاس انّا خلقناکم من ذکروّانثیٰ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔۲۶؎

لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں ذاتوں اور قبیلوں میں اس لئے قرار دیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے یہاں تو اس کے لئے بڑائی ہے جو سب سے زیادہ پاکیزہ کردار ہے۔

(ج) فتنہ کا خاتمہ ہو:

وقاتلوھم حتّی لاتکون فتنہ۔۲۷؎

ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ ختم ہوجائے۔

(د) انسانی زندگی کا احترام ہو:

انسانی زندگی کو جو رتبہ اور کرامت اسلام نے عطا کی ہے وہ فقید المثال ہے قرآن کے الفاظ میں:

من قتل نفساً بغیر نفسٍ او فسادٍ فی الارض فکانّما قتل النّاس جمیعاً ومن احیاھا فکانّما احیاالنّاس جمیعاً۔ ۲۸؎

جو کسی نفس کو بغیر کسی قصاص کے یا زمین میں فساد پھیلانے کے لئے قتل کرے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو مارڈالا اور جس نے ایک انسان کو بچالیا گویا اس نے تمام انسانوں کو بچالیا۔

(ہ) مستضعفین، خواتین اور اطفال کے حقوق کی حفاظت کرنا:

ومالکم الاّتقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والولدان ۔۲۹؎

تمہیں کیا ہوا جو تم راہ خدا میں کمزور لوگوں (مرد ہوں یا عورتیں اور بچے) کے دفاع میں جنگ نہیں کرتے۔

(و) عدل وانصاف کی بالادستی ہو:

واذاحکمتم بین النّاس ان تحکموا بالعدل

جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو

(ز) دشمن کے ساتھ بھی ناانصافی نہ ہو!

لا یجرمنّکم شنأن قوم علیٰ ان تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتّقویٰ ۔

کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات کا مجرم نہ بنادے کہ تم اس کے ساتھ انصاف نہ کرسکو، انصاف کر، یہی تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ ۳۰

(ج) خدا کے دشمنوں اور اس کے نظام کی مخالفت کرنے والے سازشی لوگوں کے خلاف قوت فراہم کرنا۔

واعدّولهم ماستطعتُم من قوّة و من رباط الخیل ترهبون به عدوّاللّٰه ۳۱

جس قدر قوت حاصل کر سکتے ہو کرلو۔اور سواریاں بھی فراہم کرلو اس سے تم اللہ کے دشمنوں میں خوف پیدا کرسکو گے۔

امام خمینیؒ فرماتے ہیں۔

فالاسلام هو دین المجاهدین الّذین یریدون الحقّ والعدل دین الّذین یطالبون بالحرّیه والاستقلال والّذین لایریدون ان یجعلوا للکافرین علی المؤمنین سبیلاً ۔ ۳۲

اسلام ان مجاہدوں کا دین ہے جو حق وانصاف چاہتے ہیں اور ان کا دین ہے جو آزادی اور استقلال کے طلبگار ہیں اور ان کا دین ہے جو یہ نہیں چاہتے کہ کافر مسلمانوں پر مسلط ہوجائیں۔

امت مسلمہ کا دائرۂ عمل صرف گوشہ ہائے عبادت نہیں ہے بلکہ ان کی ذمہ داری تو یہ ہے۔

کنتم خیر امّة اخرجت للنّاس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر۔ ۳۳

تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں کی بھلائی کے لئے بھیجا گیا ہے۔تمہارا کام اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔

سرورکائنات کا ارشاد ہے۔

من اصبح ولم یهتم بامور المسلمین فلیس منهم ۳۴

جو مسلمانوں کے معاملات میں بھلائی اور بہتری کا اہتمام نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔

امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے۔

ایّها المؤمنون من رأی عدوانا یعمل به ویدعیٰ الیه فانکره بقلبه فقد سلم وبرئ، ومن انکر بلسانه فقد اُجر ومن انکره بالسّیف لتکون کلمة اللّٰه هی العلیاء وکلمة الظّالمین هی

السّفلی ،فذالک الّذی اصاب سبیل الھدیٰ وقام علی الطریق و نوّر فی قلبه الیقین۔۳۵؎

ایمان والو جس نے سرکشی پر عمل کرتے ہوئے اور برائیوں کی طرف دعوت دیتے ہوئے دیکھا اور دل سے اس کا انکار کیا تو اس نے خود کو برائی سے محفوظ کرلیا اور جس نے زبان سے انکار کیا، وہ ماجور ہوا اور ایسا شخص پہلے شخص سے بہتر ہے اور جس نے تلوار (ہتھیار) کے ذریعہ برائیوں کو روکا تاکہ اللہ کی بات بلند ہو اور ظالموں کی بات نیچی ہو تو یہی وہ شخص ہے جو ہدایت کے راستہ پر پہنچ گیا اور جادۂ حق پر مستقیم ہوگیا اور اس نے اپنے دل سے شمع یقین روشن کرلی۔

نظم مملکت، سماج کی تہذیب، معاشرہ کی ترقی کا جو اہتمام اللہ کو منظور ہے اس کے خط وخال کچھ اس طرح ہیں۔

ملک اللہ کا ہے اور وہی اقتدار میں ہے۔تبارک الّذی بیدہ الملک وھو علی کلّ شئ قدیر، الّذی خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایّکم احسن عملاً۔۳۶؎ مومنوں کے نفوس پر نبی کا حق سب سے زیادہ ہے۔

بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں کائنات ہے جس نے نظام موت وحیات کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے اچھا کون ہے۔

انّ الُحکم الاّ للّٰه ۳۷؎ یعنی حکم تو صرف اللہ کا ہے۔

اسی کی اور اس کے رسولؐ اور اس کی طرف سے مقرر شدہ صاحبان امر کی اطاعت سب پر لازم اور واجب ہے۔

یا ایّھا الّذین آمنوا اطیعوا اللّٰه واطیعوا الرّسول واولی الامر منکم۔ ۳۸؎

ایمان والو اللہ کا کہا مانو اس کے رسولؐ کی بات مانو اور ان کی اطاعت کرو جو تم میں سے صاحبان امر ہیں۔

رسولؐ کی حیثیت یہ ہے کہ

النّبی اولی بالمؤمنین من انفسھم ۳۹؎

رسولؐ کی بات ماننا اور اس کے کیے ہوئے فیصلہ کو دل سے قبول کرنے کا حکم اس طرح ہے۔

”فلا وربّک لایؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثمّ لایجدوا فی انفسھم حرجاً ممّا قضیت ویسلّموا تسلیماً“ ۴۰؎

تمہارے رب کی قسم یہ اس وقت تک مومن نہیں کہے جاسکتے جب تک یہ اپنے معاملات میں تمہیں حاکم نہ بنائیں اور جو فیصلہ آپ ان میں کردیں اس کے بارے میں اپنے دل میں تنگی نہ محسوس کریں اور آپ کے سامنے ایسی سپردگی کریں جیسا کہ حق ہے ۔ رسولؐ جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے دور رہو۔

اللہ اور رسولؐ کی فرماں برداری کے ساتھ ساتھ ان کی طرف سے مقرر کیے ہوئے حاکم کی اطاعت بھی لازمی ہے۔قرآن شاہد ہے کہ خدا اور رسولؐ نے حسب ضرورت غیر نبی کو بھی امت کا حاکم مقرر کیا ہے چنانچہ بنی اسرائیل کو جب حاکم کے تقرر کی ضرورت کا شدت سے احساس ہوا تو انہوں نے اپنا حاکم خود چن لینے کے بجائے اس وقت کے نبی حضرت شمویل سے رجوع کیا اور درخواست کی کہ وہ کسی کو ان کا حاکم مقرر کردیں۔ نبیؑ نے خود حاکم کو مقرر کرنے کے بجائے بارگاہ احدیت میں دعا کی اور اللہ نے طالوت کو ان کا حاکم مقرر کردیا اور اس طرح اعلان کیا۔

اللّٰہ قدبعث لکم طالوت ملکاً اللہ نے تمہارے لیے طالوت کو حاکم مقرر کیا ہے اور انکے انتخاب کی بنیادوں کو یوں اجاگر کیا۔

وزادہ بسطةً فی العلم والجسم ۴۱ اللہ نے انہیں شجاعت اورعلم کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔

اس کے ذریعہ یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ ملت کا سربراہ کسی مکارسیاست داں اور اوباش جاہ طلب کونہیں بلکہ بہادر اور جرأت مند صاحب علم کو ہونا چاہئے۔ رسولؐ کے بعد اسلامی ریاست کے نظم ونسق کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جن کی طرف یہ آیت اشارہ کررہی ہے۔

ونرید ان نمنّ علی الّذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمّة ونجعلھم الوارثین۔ ۴۲

ہم ان لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں جنہیں زمین میں کمزور کردیا گیا ہے ہم انہیں امام اور وارث قرار دے رہے ہیں۔

اسی سمت کی طرف قرآن مجید کی یہ آیت بھی اشارہ کررہی ہے۔

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ۴۳

ہم نے ایسے لوگوں کو امام بنایا جو ہمارے امر کے ساتھ ہدایت کرتے ہیں ۔ ہم نے انہیں اچھے کام کرنے ،نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی وحی کی۔ یہ لوگ ہمارے عبادت گزار بندے ہیں۔

قرآن مجید کی آیات سے واضح ہوجاتا ہے کہ اسلامی ریاست میں جاہ طلب مفسد، خون آشام سیاستداں ہوا وہوس کے خادم، نفسانی تمناؤں کے سایہ میں جینے والے، جائز کو ناجائز بنادینے والے، حلال کوحرام اور حرام کو حلال کردینے والے، حق کو ناحق بتانے والے اور جھوٹ کو سچ کے مقام پر رکھ دینے والے شاطروں اور عیاروں کا کوئی مقام نہیں ہے۔

تشویش ناک پہلو یہ ہے کہ روئے زمین کے بڑے حصہ پراور مسلم ممالک کے اکثر علاقوں پر ایسے ہی لوگوں کا تسلط ہے اور اس کے بھیانک نتائج بھی سب کے سامنے ہیں۔ ایسا کونسا نامناسب کام ہے جو انجام نہیں دیا جارہا ہے۔ اس بربادی کو روکنے کے لئے یاتو الٰہی سفیروں کی ضرورت ہے یا ان کے نمائندوں کی اور ان کے وارثوں کی۔ موجودہ دور میں اس کے سزاوار وہ لوگ ہیں جن کے لئے کہا گیا ہے۔

العلماء ورثة الانبیاء ۔ ترجمہ: انبیاء کے علمی ورثہ دار علماء ہیں۔

قل هل یستوی الّذین یعلمون والّذین لا یعلمون ۔ ۴۴؎

ترجمہ: کیونکہ کہہ دیجئے کہ کیا اہل علم اور علم نہ رکھنے والے برابر ہیں۔

درحقیقت علماء کے دل میں ہی خوف خدا ہوتا ہے۔

انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء ۴۵؎

اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔

اسلام کی فلاحی ریاست کے خواب کوحقیقت میں تبدیل وہی لوگ کرسکتے ہیں جن میں دین اور اس کے مقاصد کو سمجھنے کا شعور ہے ان ہی کے لیے رسولؐ نے فرمایا ہے۔

الفقهاء امناء الرّسل مالم ید خلوا فی الدّنیا، قیل یا رسول اللّٰہ وما دخولهم فی الدّنیا، قال اتّباع السّلطان فاذا فعلوا ذالک فاحذروهم علی دینکم ۴۶؎

فقہاء ورسولوں کے امانت دار ہوتے ہیں مگراسی وقت تک جب تک وہ دنیا میں داخل نہ ہوجائیں۔کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ ان کے دنیا میں داخل ہونے کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے کہا کہ باطل قوتوں کے سامنے جھک جانا۔ جب ایسا ہوجائے تو پھر اپنے دین کی خاطر ان سے بچو۔

دنیا کے سرکشی فرعونوں ستم روانمرودوں اور فریب ومکر کے پتلے سازشی طاغوتوں کا سامنا صرف اورصرف دین دار فقیہ ہی کرسکتا ہے کسی اور کے بس کی یہ بات نہیں ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہوا

بھی ہے ایسے ہی افراد کے لئے معصوم نے فرمایا بھی ہے۔

واماّمن کان من الفقہاء صائناً لنفسہ حافظاً لدینہٖ مطیعاً لامرمولاہ مخالفاً لھواہ فللعوام ان یقلّدوہ ۔

فقہاء میں سے جو لوگ اپنے نفس کو بچانے والے دین کے محافظ، اپنے مولا کے فرماں بردار اور اپنی خواہشات کی مخالف سمت میں چلنے والے ہوتو عوام کو چاہئے کہ ان کی پیروی کریں۔

علم فقہ ہی فرائض سے آگاہ اور حقوق کی حد بندی کرتا ہے اور کسی بھی شخص کو خواہ وہ کتنا بھی دبنگ ہو، حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی لیے ظالم اور خائن مستکبرین کی شدید ترین اور اولین تمنا فقہ اسلامی کے نظام کو سبوتاژ کرنے کی ہوتی ہے اور پوری تاریخ اسی ظالمانہ روش کی داستان مسلسل ہے۔ وہ پہلے تو فقیہوں کو خریدنے کی کوششیں کرتے ہیں جنہیں خرید نہیں پاتے۔ایسی صورت میں ان کو دھمکیاں دیتے ہیں اور جو ان کی دھمکیوں سے نہیں ڈرتے ان کے خلاف اعلانیہ اور خفیہ دونوں طرح کی سازشیں کا تانا بانا بننے میں مصروف ہوجاتے ہیں۔مگر اہل بیت کے آستانہ سے وابستہ فقہاء نے کبھی استعماریت کے سامنے سر نہیں جھکایا بلکہ ان کی طاغوتی قوتوں کو ہمیشہ للکارا ہے۔ اگرچہ انہیں کبھی کبھی بڑی بھیانک اور ہولناک قیمت چکانی پڑتی ہے۔مگر وہ اسلامی تعلیمات پر کبھی بھی سمجھوتہ نہیں کرتے۔ حضورؐ اکرم کا زمانہ، ائمہ معصومینؑ کی سوانح عمریاں، علماء حق کی داستانیں اس حقیقت کی مضبوط گواہ ہیں۔

امت کی رہنمائی ملت کی سرپرستی اور اجتماعی وانفرادی رہبری کا حق بہ نص قرآن پیغمبروں اور ان کے بعد برحق اماموں کا حق اور غیبت امامؑ کے باوجود چونکہ انسان سے تکلیف شرعی ساقط نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں تین ہی صورتیں ممکن ہیں اجتہاد، احتیاط اور تقلید، ہر شخص مجتہد نہیں ہوسکتا اور نہ ہی احتیاط پر عمل کرنا آسان ہے۔ اس لیے عوام الناس کے لئے صرف تقلید کا ہی راستہ بچتا ہے اور فقیہ عادل ہی غیبت امامؑ میں ولایت وقیادت کا حق دار اور حکومت واجراء حدود کا ذمہ دار ہے۔ اس لیے معصوم کا ارشاد ہے۔

فارضوابہ حاکما فانّی قد جعلتہ علیکم حاکما فاذاحکم بحکمنا فلم یقبل منہ فانّما حکم اللّٰہ استخف وردّ علینا ورادّ علینا رادّ علی اللّٰہ وھو علی حد الشّرک علی اللّٰہ۔۲۷

ان کی حکومت سے راضی رہو کیونکہ ہم نے ہی انہیں تم پر حاکم مقرر کیا ہے جب وہ ہمارے

حکم کے مطابق حکم دیں اور اسے قبول نہ کیا جائے تو یہ حکم خدا کی توہین اور ہمارے حکم کی تردید ہوگی۔ اور جس نے ہمارے حکم کو رد کیا اس نے حکم خدا کو رد کیا اور یہ شرک ہے۔

حوالے:

☆ The Just Ruler In shiite Islam by A.A.Sachidina page No. 174

۱۔لسان العرب، جلد ۱۵،ص ۴۰۷

۲۔اقرب الموارد، جلد ۲،ص۴۸۶

۳۔سورۂ کہف،آیت ۴۴

۴۔سورۂ آل عمران آیت ۶۸

۵۔سورۂ مائدہ ،آیت ۵۵

۶۔سورۂ بقرہ،آیت ۲۵۷

۷۔سورہ آل عمران ،آیت۶۸

۸۔سورہ ممتحنہ ،آیت ۱

۹۔سورۂ توبہ، آیت ۷۱

۱۰۔سورۂ جمعہ ،آیت۶

۱۱۔سورۂ یونس،آیت ۶۲

۱۲۔سورۂ اسراء،آیت ۲۳

۱۳۔سورۂ مریم،آیت۵،۶

۱۴۔معالم الاصول،ص ۱۴

۱۵۔سورۂ الانعام ،آیت ۹۸

۱۶۔خطیب بغدادی، ج۱،ص ۱۶

۱۷۔اصول کافی ، ج۱،ص۲۶

۱۸۔اصول کافی،ج/۱، ۲۴

۱۹۔سورۂ المومنون ،آیت ۱۱۵

۲۰۔سورۂ الانسان، آیت ۲

۲۱۔سورۂ الانسان ، آیت ۲

۲۲۔سورۂ اسراء، آیت ۷۰
۲۳۔سورۂ التین ،آیت ۴
۲۴۔سورۂ یٰسین ،آیت ۶۵
۲۵۔سورۂ حدید،آیت ۲۵
۲۶۔سورۂ حج ،آیت ۱۳
۲۷۔سورۂ انفال ،آیت ۳۹
۲۸۔سورۂ مائدہ،آیت ۳۲
۲۹۔سورۂ نساء،آیت ۷۵
۳۰۔سورۂ مائدہ،آیت ۸۵
۳۱۔سورۂ انفال،آیت ۶۰
۳۲۔اسلامیہ،ص ۸
۳۳۔سورۂ آل عمران،آیت ۱۱۵
۳۴۔وسائل الشریعہ
۳۵۔نہج البلاغہ
۳۶۔سورۂ ملک،آیت ۱
۳۷۔سورۂ انعام،آیت ۵۷
۳۸۔سورۂ نساء،آیت ۵۹
۳۹۔سورۂ الاحزاب ،آیت ۶
۴۰۔سورۂ نساء،آیت ۱۵
۴۱۔سورۂ بقرہ،آیت ۲۴۷
۴۲۔سورۂ قصص،آیت ۵
۴۳۔سورہ انبیاء،آیت ۷۳
۴۴۔سورۂ الزمر،آیت ۹
۴۵۔سورۂ فاطر،آیت ۲۸
۴۶۔الکافی،کتاب فصل العلم ،باب ۱۳
۴۷۔شرح لمعہ،ج ۱،ص ۲۷۸